بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۫ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ (البقرہ۔۲۸۶)

جو کچھ اس رسول پر اُسکے ربّ کی طرف سے اُتارا گیا ہے وہ اِس پر ایمان رکھتا ہے اور مومن بھی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتوں اور اُسکی کتابوں اور اُسکے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اُسکے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا ہے اور ہم اِسکے فرمانبردار ہو چکے ہیں۔ اے ہمارے ربّ! ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور ہمیں تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔

# حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت اور رسالت

جناب ناصر احمد سلطانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہونگے آمین۔ آپ اپنے خط محررہ ۲۴ رفروری ۲۰۱۲ء کے آخر میں لکھتے ہیں۔ ''مقابلہ کیلئے فیس بک اور میری ویب سائٹ پر ساری دنیا کے سامنے مقابلہ ہوگا۔ آپ چاہیں تو اِسے جہاں مرضی نشر کریں۔ ایک ایک موضوع پر بات کرنا مناسب ہوگا۔ تاکہ دنیا کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ سب سے پہلے دو موضوعات مصلح موعود یا نبوت میں سے ایک چن لیں۔''

خاکسار آپکے مجوزہ دونوں موضوعات میں سے پہلے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی نبوت کے متعلق کچھ عرض کرے گا۔ چند سال قبل میرے ایک دوست کے ذریعہ احباب جماعت احمدیہ لاہور کا ایک رسالہ (آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ) مجھے موصول ہوا تھا۔ یہ رسالہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے مسلمان ہونے کے ثبوت کے طور پر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں جمع کروایا تھا۔ میرے عزیز نے مجھ سے فرمائش کی تھی کہ میں اس رسالہ کی روشنی میں اپنے خداداد علم اور فہم کے مطابق حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کے مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالوں۔ میں نے اس سلسلہ میں مضمون لکھ کر اپنے عزیز کی طرف بھیجا اور اُسے کہا کہ جس طرح خاکسار نے انجمن اشاعت اسلام لاہور کا رسالہ اپنی ویب سائٹ پر لگایا ہے اور اس کا جواب لکھ کر آپکی طرف بھیجا ہے۔ آپ اسی طرح اپنے لاہوری احباب سے کہیں کہ وہ بھی میرے اس مضمون کو اپنے آفیشل ویب سائٹ پر بھی لگائیں اور اس کا جواب لکھ کر میری طرف بھیج دیں تاکہ میں اِس کا بھی جواب الجواب لکھوں۔ لیکن احباب جماعت لاہور بھاگ گئے اور اُنہوں نے نہ میرا مضمون نمبر ۳۹ (حضرت بانئے سلسلہؑ کا مقام و مرتبہ) اپنی ویب سائٹ پر لگایا اور نہ ہی اس کا جواب لکھا۔

علاوہ اِسکے ایک اور مختصر سا مضمون نمبر ۶۱ جس کا عنوان ہے ''کیا حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ایک نبی تھے؟'' یہ مضمون بھی دراصل مضمون نمبر ۳۹ کا ہی حصہ ہے۔ خاکسار نے اِن دونوں مضامین میں قرآن کریم، احادیث صحیحہ، حضرت بانئے جماعتؑ کے اِلہامات اور آپکے اپنے کلام کی رُو سے قطعی طور پر آپ علیہ السلام کا ایک اُمتی نبی اور رسول ہونا ثابت کیا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ کا کوئی مخلص پیروکار میرے مضامین کو غلط ثابت کر سکے۔ لیکن جس انسان نے کسی حقیقت کو نہیں ماننا اُس سے کوئی بھی کچھ منوا

نہیں سکتا۔ بہرحال یہ دونوں مضامین اس وقت جماعت احمدیہ اصلاح پسند کی ویب سائٹ (alghulam.com) پر موجود ہیں اور قارئین کرام اِن سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے واضح رہے کہ کوئی بھی مخلص اور سچا احمدی جو حضرت مرزا غلام احمدؑ کی سچائی پر دِلی ایمان رکھتا ہے اور آپؑ کو صادق مانتا ہے اُس کیلئے ممکن نہیں ہے کہ وہ آپؑ کو غیر نبی یا محدث ثابت کر سکے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک سچے اور برگزیدہ نبی اور رسول کو غیر نبی یا محدث ثابت کیا جا سکے۔ ہاں مخالف جو آپؑ کا مومن نہیں ہے وہ جو چاہے آپؑ کو کہتا پھرے۔ اِسکی نہ کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی اس سے حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت اور رسالت پر کوئی فرق پڑسکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھیں کہ جو پہلے حضرت مرزا صاحبؑ کا مومن ہو لیکن بعد ازاں اُسکی بدبختی کی وجہ سے اُسکے ایمان میں کمزوری پیدا ہوگئی ہو اور وہ در پردہ اِرتداد کا شکار ہوگیا ہو تو اُسکے متعلق بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ وہ بھی جو چاہے کہتا پھرے اور اپنے زعم میں ثابت کرتا پھرے۔ اِسکی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی اِس سے حضرت بانئے جماعتؑ کے مقام و مرتبہ پر کوئی فرق پڑسکتا ہے۔

جناب سلطانی صاحب۔ میں نے نبوت کے متعلق آپکے دونوں مضامین (مسئلہ نبوت اور ایک عظیم الشان مباحثہ بسلسلہ نبوت) پڑھ لیے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کے متعلق آپ نے اپنے مضامین میں جن دلائل کا اظہار کیا ہے، یہ حضرت مرزا صاحبؑ کے غیر نبی یا محدث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہیں۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ کسی ملہم من اللہ کے مقام و مرتبہ کا تعین اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے نہ کہ اُسکی قوم یا اُس کے پیروکار۔ جس برگزیدہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول بنایا ہو اور ملہم خود بھی اپنی وفات تک اس کا بار بار اقرار کر چکا ہو تو پھر ایسے برگزیدہ انسان کو آپ یا کوئی اور نام نہاد احمدی غیر نبی، جزوی نبی یا محدث کیسے ثابت کر سکتا ہے؟ میں کسی کو منوا تو نہیں سکتا لیکن آپ نے اپنے مضامین میں حضورؑ کو غیر نبی یا محدث ثابت کرنے کیلئے جو بھونڈی باتیں کی ہیں اِنکی تردید کیلئے تفصیل میں جائے بغیر خاکسار چند اصولی باتیں آپکے گوش گزار نا چاہتا ہے۔ گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف۔ مشتے نمونہ اَز خروارے کے طور پر خاکسار پہلے حضورؑ کے چند اِلہامات درج کرتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ملہم کو نبی کا خطاب دینا اور ملہم کا بھی حلفاً اپنی نبوت کا اقرار کرنا

(۱) ۸ر فروری ۱۹۰۶ء۔ یَانَبِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَآ اَعْرِفُکَ (تذکرہ صفحہ ۵۰۷۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱) (زمین کہتی ہے) اے نبی اللہ! میں تم کو نہیں پہچانتی تھی۔

(۲) ۱۹۰۷ء۔ یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ (تذکرہ صفحہ ۶۳۱۔ الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱ مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳) اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔

(۳) ۱۹۰۳ء۔ یَآ اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلاً۔ (تذکرہ صفحہ ۴۰۵۔ تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵، ۴۶) اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔

(۴) ۹ر نومبر ۱۹۰۵ء۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ (تذکرہ صفحہ ۴۸۸۔ الحکم جلد ۹ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱) میں اپنے

رسول کیساتھ کھڑا ہوں گا۔

ملہم من اللہ (حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام) خود اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

(۱) ''میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

(۲) ''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۷۔ حضورؑ کا خط ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور)

جناب سلطانی صاحب۔ اللہ تعالیٰ اپنے ملہم کو واضح الفاظ میں نبی اور رسول قرار دے رہا ہے اور ملہم من اللہ خود بھی حلفاً اپنی نبوت اور رسالت کا اقرار کر رہے ہیں لیکن آپ بضد ہیں کہ وہ صرف محدث تھے۔ اب آپکی بات مانی جائے یا اللہ تعالیٰ اور اُسکے ملہم کے حلفاً بیان پر ایمان لایا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اس طرح کھلے کھلے طور پر نبی اور رسول قرار دیدے اور ملہم خود بھی اِس کا حلفاً اقرار کرتا ہو تو اسکے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کے نبی اور رسول ہونے کی بحث تو اصل میں ختم ہوجاتی ہے اور پیچھے صرف آپ ایسے لوگوں کی ضد رہ جاتی ہے جس کا کسی کے پاس بھی کوئی علاج نہیں ہے۔

## (۲) ملہم کی اُولیاء اور اَقطابِ اُمتؒ پر بوجہ نبوت فضیلت

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دیگر سارے انبیاء علیہم السلام سے ممتاز کرنے کیلئے آپؐ کو ایک عزت کا خطاب خاتم النبیین (احزاب۔ ۴۱) بخشا ہے۔ اب خاتم النبیین کے کیا معانی ہیں اس کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ جانتے تھے اور یا پھر اُمت میں وہ برگزیدہ اِنسان جان سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس خطاب کی حقیقت سے آگاہ فرمادے۔ چونکہ خاکسار اپنے مضمون نمبر ۳۹ میں خاتم النبیین پر مفصل روشنی ڈال چکا ہے لہٰذا اِس بحث کو چھوڑتے ہوئے یہاں پر سلطانی صاحب۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا کوئی سچا مسلمان آنحضرت ﷺ سے آپ کا یہ عزت کا خطاب چھین کر آپؐ کو محض نبی یا رسول ثابت کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ سلسلہ اَنبیاء علیہم السلام میں آنحضرت ﷺ کی فضیلت اسی خطاب کی وجہ سے ہے۔ کوئی نام نہاد مسلمان یا منافق تو آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ خاتم النبیین کی بجائے محض نبی یا رسول ثابت کرنے کی کوشش کرسکتا ہے لیکن سچا مسلمان ایسی کوشش کرنا تو درکنار وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ بعینہٖ آنحضرت ﷺ کے بعد آپکی اُمت میں حضرت مرزا غلام احمدؑ واحد وہ اُمتی وجود ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دیگر اَولیاء واقطابِ اُمت سے ممتاز کرنے کیلئے اُمتی نبی اور رسول ہونے کا خطاب بخشا ہے۔ اِس حقیقت کے اَثبات کیلئے خاکسار ذیل میں حضورؑ کے دو اقتباسات درج کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کو جو آخری اشتہار لکھا تھا اِس میں آپؑ فرماتے ہیں۔

(۱)’’اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ اِن میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔‘‘(( مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۸۔حضورؑ کا خط محررہ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور)

(۲)’’غرض اِس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اِس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور اَبدال اور اَقطاب اِس اُمت میں سے گزر چکے ہیں۔اُن کو یہ حصہ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اُمورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔‘‘(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

جناب سلطانی صاحب۔درج بالا دونوں دلائل کیا اس حقیقت کا بیّن ثبوت نہیں ہیں کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام قطعی طور پر ایک اُمتی نبی اور رسول تھے اور اُمت محمدیہ میں دیگر اَولیاء و اقطاب اور بزرگان میں سے کسی کو یہ مقام و مرتبہ نہیں دیا گیا ہے۔ایسے قطعی اور بیّن دلائل کے ہوتے ہوئے اگر حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی پیروی کا دم بھرنے والا کوئی نام نہاد احمدی آپؑ کو نبی کی بجائے جزوی نبی یا محدث ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو تو پھر لامحالہ دیگر احمدیوں کے ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ ایسا احمدی کیا حضورؑ کا مومن ہے یا کہ منافق؟

(۳) قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رُو سے اُمت محمدیہ میں نبوی انعام قطعاً منقطع نہیں ہے

خاکسار اپنے مضمون نمبر ۳۹ (حضرت بانئے جماعتؑ کا مقام و مرتبہ) میں اس حقیقت کو مفصل طور پر ثابت کر چکا ہے کہ اُمت محمدیہ میں نبوی انعام ہرگز منقطع نہیں ہے لیکن اس ضمن میں یہاں ایک بار پھر میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سورۃ فاتحہ (’’اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ★‘‘ فاتحہ:۶۔۷) میں سیدھی راہ پر چلنے کی دعا سکھلائی ہے یعنی ایسی سیدھی راہ جو منعم علیہ کی راہ ہے۔دوسرے الفاظ میں وہ راہ جس پر چلنے والے منعم علیہ گروہ میں شامل کر لیے جاتے ہیں۔ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اَٹھارہ (۱۸) انبیاء (نوح، ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط علیہم السلام) کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے۔’’وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ★‘‘ (سورۃ اَلانعام: ۸۸ تا ۹۰) اور اُنکے آباؤ اجداد میں سے اور اُنکی نسلوں میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے (بھی بعض کو فضیلت بخشی) اور اُنہیں ہم نے چن لیا اور صراط مستقیم کی طرف اُنہیں ہدایت دی۔یہ ہے اللہ کی (سیدھے راستہ کی طرف) ہدایت جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی فرماتا ہے۔اور اگر وہ شرک کر بیٹھتے تو اُنکے وہ اعمال ضائع ہو جاتے جو وہ کرتے رہے۔

یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔

اللہ تعالیٰ نے جس صراطِ مستقیم کی دُعا ہمیں سورۃ فاتحہ میں سکھائی ہے۔سورۃ الانعام کے دسویں رکوع کے شروع میں اپنے بعض اَنبیاءؑ کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنکے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے اُنہیں صرطِ مستقیم کی طرف ہدایت بخش کر اُنہیں نبی بنایا تھا۔سلطانی صاحب۔اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے زمانوں میں صرطِ مستقیم پر چلنے والوں کو نبوی انعام سے سرفراز فرمایا تھا تو اب رحمت العالمین کی اُمت کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی دُعا سکھلانے کے بعد اس راہ پر چلنے والوں کو نبوی انعام سے وہ کیوں محروم رکھے گا؟؟؟ ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے؟؟

جس منعم علیہ گروہ کا ذکر سورۃ فاتحہ میں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے شک وشبہ کو دور کرنے کیلئے اُسکی مزید وضاحت سورۃ النساء میں فرمائی ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا★" (اَلنساء:۷۰) ترجمہ۔اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرینگے وہ ان لوگوں کے (میں شامل ہوکر) ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی اَنبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

ہم دن میں کئی کئی دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور سیدھے راستے کی دُعا مانگتے ہیں۔میرا آپ سے سوال ہے کہ ہمارا سیدھے راستے کی طرف دُعا مانگنا کیا عبث ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرما کر کیا اُنہیں منعم علیہ گروہ میں شامل کرنا بند کر دیا ہے؟ اور اگر نعوذ باللہ من ذالک آپ لوگوں کی اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ اُمت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو اس کا صاف مطلب ہے کہ یہ اُمت نبوی انعام سے محروم ہے تو پھر اس میں رحمت العالمین کی اُمت کی کیا بڑائی ہے؟؟اِنا للہ وِاِنا اِلیہ راجعون۔

(۴) ایک وقت میں اپنے منہ سے دو متضاد باتوں کا اظہار کیا حماقت نہیں ہے؟

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول بنایا اور آپ اپنی وفات تک اپنی نبوت ورسالت کا اقرار کرتے رہے۔جس عظیم الشان وجود کو اللہ تعالیٰ نبی اور رسول بنادے تو کیا اُس برگزیدہ وجود کا کوئی مخلص اور سچا پیروکار اُسے غیر نبی یا محدث ثابت کرنا پسند کریگا ؟ ہرگز نہیں۔اگر کوئی احمدی یہ ایمان رکھتا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو شرعی نبی (حقیقی نبی) یا مستقل نبی (بلا واسطہ نبی) نہیں مانتا بلکہ میں آپؑ کو بروزی یا ظلی نبی مانتا ہوں تو اُس کا یہ مؤقف بالکل درست ہوگا۔لیکن اگر کوئی احمدی حضرت مرزا صاحبؑ کو سچا بھی مانے اور آپکی پیروی کا دم بھرنے والا بھی ہو لیکن ساتھ ہی حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت ورسالت (جس مفہوم میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نبی اور رسول بنایا ہے) کا انکاری بھی ہو تو ایسا انسان منہ سے خوہ لاکھ بار آپ کو صادق کہتا رہے وہ آپ کی نبوت (جس مفہوم میں بھی آپ نبی ورسول تھے) کا انکار کرکے نہ آپ کا مومن ہوسکتا ہے اور نہ ہی آپؑ کو صادق ماننے والا قرار پاسکتا ہے۔منہ سے اپنے آقا علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمدؑ کی پیروی کا دم بھرنیوالے جناب سلطانی صاحب ایک طرف تو آپ حضورؑ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف اُسی منہ سے

آپکی نبوت کا انکار بھی کر دیتے ہیں۔مثلاً آپ لکھتے ہیں۔''اُمت مسلمہ کے دیگر لکھوکھا اُولیاء و بزرگان کا اپنے ربّ سے زندہ تعلق تھا اُنہیں اللہ کی طرف سے خبریں ملتی تھیں۔رؤیا وکشوف اور الہامات بکثرت ہوتے تھے۔وہ مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف تھے۔مگران (حضرت مرزا صاحب علیہ السلام۔ناقل) کی طرح کثرت چونکہ کسی کے حصہ میں نہ آئی اس لیے نبیٔ پاک ﷺ نے کسی اور کو خاص کر کے اُس کیلئے پیشگوئی کے طور پر نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں آنیوالے مسیح کیلئے کیا۔لیکن نبی لفظ کا استعمال اِنہی مذکورہ بالا معنوں میں تھا یعنی استعارۃً نبی۔نہ کہ اس لفظ سے نبوت کے جاری رہنے کا دروازہ کھولا گیا۔''(مسئلہ نبوت صفحہ۔۷)

واضح رہے کہ ایک وقت میں ایک برگزیدہ بندہ نبی اور غیر نبی دونوں نہیں ہوسکتا۔یا وہ نبی ہوگا اور یا پھر غیر نبی۔جاننا چاہیے کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ نبی بنادے نہ وہ غیر نبی یا محدث ہوا کرتا ہے اور نہ ہی کوئی اُس سے نبوت کا انعام چھین سکتا ہے اور اِسی طرح جس کو اللہ تعالیٰ نبی نہ بنائے اُسے ساری دنیا مل کر بھی نبی نہیں بنا سکتی۔ایسا پیروکار جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو ایک ہی وقت میں نبی بھی مانے اور غیر نبی بھی وہ کچھ بھی ہوسکتا ہے لیکن آپؑ کا مومن نہیں ہوسکتا۔

## (۵) بروزی یا ظلی نبوت کی حقیقت

سلطانی صاحب نے اپنے مضامین میں حضرت مرزا صاحبؑ کے بروزی یا ظلی نبی ہونے پر بہت زور دیا ہے حتیٰ کہ لگتا ہے کہ وہ حضورؑ کی نبوت کو نعوذ باللہ کم تر یا ناقص ثابت کرنا چاہتے ہیں جبکہ امر واقع یہ ہے کہ عجز وانکساری میں اپنے آپ کو بروزی اور ظلی نبی کہنے والے اس نبی نے اپنے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی اور آپکی ذات میں فنا ہوکر اللہ تعالیٰ کے وعدہ (سورۃ النساء۔۷۰) کے مطابق نہ صرف اُمتی نبوت کا انعام پایا بلکہ مقام ومرتبہ کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ سے پہلے سارے اَنبیاءؑ (خواہ وہ شرعی نبی تھے یا کہ مستقل نبی) سے بھی آگے نکل گیا ہے۔جیسا کہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اس وحی اِلٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحٰق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔''(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

## (۶) محدث۔۔۔یا نبی کا لفظ کاٹا ہوا سمجھ لیں کی وضاحت

حضرت امام مہدی ومسیح موعودؑ مولوی عبدالحکیم سے ''مسئلہ نبوت'' کے ضمن میں اپنے اشتہار میں فرماتے ہیں۔''مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔میرا اِس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سیّد ومولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اِن لفظوں سے ناراض ہیں اور اِن کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ اِن الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اِسکے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔۔۔سو دوسرا پیرایہ یہ

ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اُس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۴۔ مورخہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء)

حضورؑ کے درج بالا الفاظ کا ثبوت پیش کر کے اگر کوئی کہتا ہے کہ فروری ۱۸۹۲ء میں حضورؑ نے اپنے متعلق فرما دیا تھا کہ آپ کو نبی کی بجائے محدث سمجھا جائے تو پھر ہم کیوں نہ آپؑ کو محدث یقین کریں؟ اس ضمن میں جواباً عرض ہے کہ اگر فروری ۱۸۹۲ء میں حضورؑ کی طرف سے اپنی نبوت کے سلسلہ میں دیئے گئے درج بالا بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو نبی اور رسول کے الفاظ سے نہ پکارا ہوتا اور نہ ہی آپؑ نے اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہوتے تو پھر یہ اعتراض بھی درست ہوتا اور ہمیں بھی حضورؑ کو ہرگز نبی اور رسول نہیں کہنا چاہیے تھا۔ جبکہ اَمر واقع یہ ہے کہ حضورؑ نے بعد ازاں نہ صرف ببانگ دہل اپنے آپ کو نبی اور رسول لکھا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپؑ کو نبی اور رسول کا خطاب دیا ہے۔ ایسی صورتحال میں فروری ۱۸۹۲ء میں لکھے گئے اشتہار نمبر ۸۷ میں مندرجہ بالا الفاظ کی حیثیت کیا باقی رہ جاتی ہے؟؟ فتدبر

واضح رہے کہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مرزا صاحبؑ پر نازل ہونیوالے کلام الٰہی اور آپکے حلفیہ دعویٰ نبوت سے بڑھ کر کوئی اور حجت نہیں ہوسکتی۔ اس وقت تک خاکسار نے حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت و رسالت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ایک متقی اور صاحب فہم و صاحب بصیرت اِنسان کی تسلی کیلئے کافی ہے لیکن آپ نے اپنے مضامین میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے سلسلہ میں نہ صرف اپنے جھوٹے مؤقف کو سچا بنانے کیلئے بلکہ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے جن بے بنیاد باتوں کا ذکر کیا ہے خاکسار ذیل میں اِنکے متعلق بھی کچھ عرض کرے گا۔ اپنے مضمون ''مسئلہ نبوت'' کے آغاز میں آپ لکھتے ہیں۔

**البیان**۔۔۔۔ ''جو لوگ اِن (حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ ناقل) پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کے بعد اُن پر منکشف ہوا کہ وہ خود نبی اور رسول ہیں اور اُنہوں نے خود نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ دراصل ان پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان علیہ السلام نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اپنے ہی الفاظ کی زد میں آتے ہوئے کافر، دین اسلام میں فساد ڈالنے والا، قرآن کے دشمن، خدا کے آگے بے شرم اور لعنتی ہیں۔'' (ایضاً صفحہ ۱)

انبیاء علیہم السلام علیم اور خبیر نہیں ہوتے اُنکا علم اِتنا ہی ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اُنہیں بخشتا ہے

**الجواب**۔۔۔۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی تحریروں میں دونوں قسم کے حوالے ملتے ہیں۔ ابتدائی تحریروں کے بعض حوالوں میں نہ صرف آپؑ نے اپنی نبوت سے انکار کیا بلکہ مدعی نبوت کی نسبت کافی سخت الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔ مثلاً مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی وغیرہ لکھا ہے لیکن زندگی کے آخری سالوں میں آپؑ نے اپنے آپ کو کھلا کھلا نبی اور رسول بھی قرار دیا ہے۔ اب سوال ہے کہ حضورؑ کی تحریروں میں کیا نعوذ باللہ یہ تضاد تھا یا کہ اس واقعہ کے پس پردہ کوئی اور راز پوشیدہ تھا۔ امر واقع یہ ہے کہ اِن بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ زمانہ میں کچھ لوگوں کے ایمان اور تقویٰ کی آزمائش منظور تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس

واقعہ (بظاہر متضاد تحریروں) کے نتیجہ میں بعض مومن ایمان سے محروم ہو گئے اور بعض کا ایمان دوبالا ہو گیا ہے۔ حضورؑ کی بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں سے جن لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے اس عاجز کے سمجھانے کے بعد اگر وہ آج بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی اُمتی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئیں تب بھی ''صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے'' کے محاورہ کے مطابق ابھی بھی اُن کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اگر وہ میری عاجزانہ نصیحت کو قبول کر لیں تو یہ اُنکی دنیا اور آخرت کیلئے نہایت سودمند ہوگا۔

یہ یاد رہے کہ انسانی علم وقت کیساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ یہ بات ہمیں نہیں بھولنی چاہیے کہ نبی بھی انسان ہوتے ہیں اور کوئی نبی نہ پیدائشی عالم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ علیم اور خبیر ہوتا ہے۔ نبی کی پیدائش کے بعد اِلٰہی رضا کے مطابق وقت کیساتھ ساتھ اُس کا علم بڑھتا رہتا ہے۔ عام انسانوں کے برخلاف اللہ تعالیٰ اَنبیاء کو علم بذریعہ وحی عنایت فرماتا ہے۔ وہ اُنہیں حصولِ علم کیلئے دعائیں سکھاتا ہے۔ مثلاً ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حصولِ علم کیلئے یہ دُعا سکھلائی ''وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (سورۃ طٰہٰ۔ ۱۱۵) اور کہتا رہ کہ اے میرے ربّ! میرے علم میں زیادتی فرما۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کو بھی حصولِ علم کے لیے چند دُعائیں سکھائیں تھیں جن کا میں اپنی کتب اور مضامین میں ذکر کر چُکا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کسی ولی یا نبی کا علم بدلتا ہے تو علم کے بدلنے سے اُس ولی یا نبی کا عقیدہ بھی بدل جاتا ہے اور ایسی تبدیلی عقیدہ اُسکی شانِ ولایت یا شانِ نبوت پر کوئی حرف نہیں ہوتی۔ مثلاً۔ ۱۸۸۴ء سے ۱۸۹۰ء تک حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کا حیاتِ مسیح ابن مریم کے متعلق وہی عقیدہ رہا ہے جو کہ عامۃ المسلمین کا تھا اور اِسکی براہین احمدیہ سے تصدیق ہوتی ہے۔ ۱۸۹۰ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اِلہاماً آپؑ پر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کا انکشاف فرما دیا۔ آپؑ نے اس الٰہی انکشاف کی روشنی میں دوبارہ فرقانِ مجید کا مطالعہ فرمایا تو قرآن مجید نے بھی اس نئے الٰہی انکشاف کی تصدیق فرما دی۔ اب شخصیت تو وہی تھی لیکن الٰہی انکشاف اور علم کی روشنی میں وقت کے ساتھ حیات مسیح ناصری کے متعلق آپکا عقیدہ بدل گیا۔ اِسی طرح ۱۹۰۱ء سے پہلے حضورؑ اپنی نبوت کے متعلق جو جزوی نبوت یا محدثیت لکھتے رہے تھے تو یہ سب اُس علم کی روشنی میں لکھا گیا تھا جو آپؑ کو نبوت کے بارے میں ۱۹۰۱ء سے ماقبل حاصل تھا۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد الہام اور علم اِلٰہی نے حیات مسیح کی طرح نبوت کے متعلق بھی آپؑ کا عقیدہ بدل دیا۔ لہٰذا اِسکے بعد اپنی وفات تک آپؑ نے اپنے آپ کو صاف صاف نبی اور رسول لکھا ہے اور اِسے محدثیت یا جزوی نبوت سے تعبیر نہیں فرمایا۔ یہ بھی واضح رہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء سے پہلے وحیٔ نبوت اور وحیٔ رسالت کے متعلق جو لکھا تھا نبوت سے متعلقہ عقیدہ بدلنے کیساتھ ساتھ بعد ازاں آپکے وہ نظریات بھی بدل گئے اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ۔۔۔ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔

وہ لوگ جو حضرت مرزا غلام احمدؑ کو جزوی نبی یا محض محدث ثابت کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں میرا اِن سے سوال ہے کہ آپ سب کو علم ہے کہ اِلٰہی علم اور اِلہام کی روشنی میں حضرت مرزا صاحبؑ کا حیات مسیح کا عقیدہ ۱۸۹۰ء کے آخر میں بدل گیا تھا اور یہ آپ سب کیلئے کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے لیکن اِلٰہی علم اور الہام کی روشنی میں ۱۹۰۱ء میں جب نبوت اور وحیٔ نبوت کے متعلق آپکا عقیدہ بدلا تو آپ سب

کواس پر کیوں اعتراض ہے؟ اگر کوئی عقیدہ بدلنے سے کسی ملہم من اللہ کی شانِ ولایت یا نبوت پر فرق پڑسکتا ہوتا تو حیات مسیح کے متعلق آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکی شان اور مقام و مرتبہ پر ضرور فرق پڑ جاتا۔ لیکن جب حیات مسیح کے بارے میں آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکے مقام و مرتبہ پر کوئی فرق نہیں پڑا تو پھر نبوت کے بارے میں آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکے مقام و مرتبہ اور شان نبوت پر فرق کیسے پڑسکتا ہے؟؟

اور پھر یہ بھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو نبی اور رسول (جس معنی اور مفہوم میں بھی بنایا) بنا دیا تو پھر آپؑ وحیٔ نبوت یا وحیٔ رسالت کے بغیر کس طرح نبی اور رسول بن گئے؟ یقیناً آپؑ پر ضرور وحیٔ رسالت اور وحیٔ نبوت نازل ہوئی ہوگی اور اِس میں شک کرنا آپؑ کے مومن کا کام نہیں ہے۔

جناب سلطانی صاحب اور احباب جماعت لاہور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو غیر نبی اور محدث ثابت کرنے کیلئے آپکے جو حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن میں آپؑ نے نہ صرف اپنی نبوت کا انکار کیا ہے بلکہ مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی بھی قرار دیا ہے۔ اِن حوالہ جات کے سلسلہ میں اولاً عرض ہے کہ جب حضورؑ نے یہ حوالہ جات تحریر کیے تھے اُس وقت حضورؑ کے پیش نظر مسلمانوں میں بالعموم رائج نبی اور رسول کی درج ذیل تعریف تھی جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔'' (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹، ۱۸۹۹ء)

حضورؑ کا یہ اقتباس اس بات کی بخوبی وضاحت فرما دیتا ہے کہ آپؑ نے کس قسم کے مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خاج اور لعنتی قرار دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت و رسالت کے منکرین کے پیش کردہ حوالہ جات کے سلسلہ میں ثانیاً یہ عرض ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ اپنی کسی تحریر میں اپنی نبوت سے متعلقہ اِس ظاہری تضاد کے متعلق کچھ رقم فرما کر نہ گئے ہوتے تو ہم احمدیوں پر فرض تھا کہ ہم حضورؑ کی اِن تحریروں کو جو بظاہر متناقض دِکھائی دیتی ہیں قرآن کریم کی روشنی میں پرکھتے کیونکہ قرآن کریم سے بڑھ کر اور کوئی حَکَم نہیں۔ اگر قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی میں اُمت محمدیہ کیلئے نبوت کی بشارت موجود ہوتی تو ہم اِس سے یہ نتیجہ نکالتے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جس نبوت کے مدعی ہونے سے اِنکار کیا ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور جس نبوت کے وہ مدعی ہیں وہ اُمتی، ظلی اور بروزی نبوت ہے۔ لیکن حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے تو ہمیں اِس قسم کے مخمصے میں چھوڑا ہی نہیں۔ آپؑ اپنے رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اُس کا نام پا کر اُسکے واسطہ سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اِس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی

انکارنہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔‘‘(ایک غلطی کا ازالہ(۱۹۰۱)روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰ ۔۲۱۱)

حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی ایسی وضاحت کے بعد آپکی نبوت ورسالت کے سلسلہ میں کسی سچے اور متقی مسلمان کیلئے کوئی اِشکال نہیں رہتا لیکن جن کے قلوب اندھے ہو چکے ہوں بجز اللہ تعالیٰ کے فضل کے اُن کا کوئی علاج نہیں ہے۔

**البیان**۔۔۔’’کیا جماعت احمدیہ میں سے وہ جماعتیں جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو نبی مانتی ہیں اور نبوت کا دروازہ کھلا سمجھتی ہیں وہ ثابت کرسکتی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے کبھی وحیٔ نبوت یا وحیٔ رسالت کے جاری رہنے کا بھی اِرشاد فرمایا؟‘‘(ایضاً صفحہ۔۲)

**الجواب**۔۔۔حضرت مرزا صاحب علیہ السلام پر نازل ہونیوالی وحیٔ اِلٰہی سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نبی اور رسول بنایا تھا اور خاکسار اس وحی کا پہلے حوالہ دے چکا ہے۔مزید برآں حضورؑ نے بذاتِ خود بھی اس حقیقت کا اپنی تحریروں میں بارہا ذکر فرمایا ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں تو پھر اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ آپؑ الگ سے وحیٔ نبوت یا وحیٔ رسالت کے جاری ہونے کی کوئی وضاحت فرماتے؟؟ یہ عمومی فہم (commen sense) کی بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو نبی اور رسول بنایا ہے تو پھر ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے اُس پر یقیناً وحیٔ نبوت اور وحیٔ رسالت بھی نازل فرمائی ہوگی۔

**البیان**۔۔۔’’حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا نبوت کا دعویٰ نہیں تھا۔وہ نبوت کا دعویٰ کرنیوالے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔‘‘ (ایضاً صفحہ۔۵)

**الجواب**۔۔۔سلطانی صاحب۔اپنی اَنا اور ضد کی خاطر خدا کیلئے سفید جھوٹ نہ بولیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کو نبی اور رسول بنایا تھا اور آپؑ کا اپنا دعویٰ بھی نبوت ورسالت کا تھا۔اس ضمن میں خاکسار پہلے کافی تفصیل بیان کر چکا ہے۔اِسکے اِعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔دلچسپی رکھنے والے حضرات میرے موجودہ مضمون اور دیگر مضامین نمبر ۹ ۳ اور ۶۱ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

**البیان**۔۔۔’’حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اس بات کی سختی سے تردید کرتے ہیں کہ مبشرات کا دروازہ بھی بند سمجھا جائے کیونکہ یہ تو مذہب کی زندگی کی علامت ہے،اسلام کی زندگی کی علامت ہے۔اُمت مسلمہ کے دیگر لکھوکھا اُولیاء وبزرگان کا اپنے ربّ سے زندہ تعلق تھا اُنہیں اللہ کی طرف سے خبریں ملتی تھیں۔رؤیا وکشوف اور الہامات بکثرت ہوتے تھے۔وہ مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف تھے۔مگر ان (حضرت مرزا صاحبؑ۔ناقل) کی طرح کثرت چونکہ کسی کے حصہ میں نہ آئی اس لیے نبیٔ پاک ﷺ نے کسی اور کو خاص کر کے اُس کیلئے پیشگوئی کے طور پر نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں آنیوالے مسیح کیلئے کیا۔لیکن نبی لفظ کا اِنہی مذکورہ بالا معنوں میں تھا یعنی استعارۃً نبی۔ نہ کہ اس لفظ سے نبوت کے جاری رہنے کا دروازہ کھولا گیا۔‘‘(ایضاً صفحہ۔۷)

**الجواب**۔۔۔اُمت محمدیہ میں لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق رہا ہے اور اُنہوں نے رؤیا کشوف اور اِلہامات سے حصّہ پایا تھا اس میں ہماری کوئی دو رائے نہیں ہیں لیکن اِن سب کو سوائے حضرت مرزا غلام احمدؑ کے کثرت مکالمہ ومخاطبہ کے اعزاز کی

کیفیت میسر نہ ہوسکی۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے اِن سب کو نبی و رسول کا مقام و مرتبہ نہ بخشا یا بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے اِن سب کو سوائے حضرت مرزا صاحبؑ کے نبی و رسول قرار نہ دیا۔سلطانی صاحب۔ یہ مقام و مرتبہ یعنی نبی و رسول ہونے کا صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے حصہ میں آیا اور یہ حقیقت آپ بھی تسلیم کر رہے ہیں تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بزرگ بندے کیلئے نبی کا لفظ استعمال فرمائے تو وہ لفظ کے حقیقی معنوں میں ہوتا ہے اور اس سے آنحضرت ﷺ کی شان خاتم النبیین پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔باقی جہاں تک نبوت کے دروازہ کھولنے کی بات ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہی کب ہوا تھا جو اِسکے کھولنے کے موضوع پر بات کی جائے۔نبوت تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے اپنی رحمت کو بند نہیں کیا کرتا۔اگر کسی بدقسمتی کی وجہ سے اُمت محمدیہ کے ناسمجھ مولویوں کی طرح آپکو اُمت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کی اس موعود نبوی رحمت کو بند کرنے کا شوق ہے تو میں آپ کو کیسے روک سکتا ہوں۔آپ یہ شوق پورا فرمانے کی ناکام اور لاحاصل کوششیں ضرور کرتے رہیں۔فتدبر۔۔ ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

**البیان**۔۔۔''صحیح مسلم میں جو نبی کا لفظ چار بار آیا ہے اس سے بہت دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنیوالے مسیح کیلئے دیکھو دیکھو نبی اللہ، نبی اللہ چار بار فرمایا ہے۔یہ دلیل دینے والے یہ نہیں سوچتے کہ وہاں یہ نہیں لکھا کہ مرزا غلام احمد نبی اللہ ہوگا۔وہاں یہ لکھا ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ ہوگا،عیسیٰ نبی اللہ ہوگا۔اگر عیسیٰ کی بجائے اب بروز عیسیٰ یا مثیل مسیح آئیگا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کا شخص،ان کی صفات کا حامل شخص اُمت محمدیہ میں پیدا ہوگا تو نبی کی بجائے بھی بروزی نبی یا مثیل نبی ہوگا یعنی اللہ کے نبی جیسا شخص اُمت محمدیہ میں پیدا ہوگا۔''(ایضاً صفحہ۔۷)

**الجواب**۔۔۔سلطانی صاحب۔آپ کو واضح ہو کہ آپکا دعویٰ تو حضرت مرزا صاحبؑ کی غلامی میں مجدد ہونے کا ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کو ربانی پیشگوئیوں کی حکمت سے بھی آگاہی نہیں۔سب جانتے ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب فرماتے ہوئے توریت میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کے متعلق درج ذیل الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔

(۱)''خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔تم اُسکی سننا۔۔۔میں اُن کیلئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وہی وہ اُن سے کہے گا۔اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں اُس سے حساب لوں گا۔(اِستثنا۔۱۵،۱۸،۱۹)

حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام اپنے بعد آنحضرت ﷺ کے متعلق پیشگوئی میں فرماتے ہیں۔

(۱)''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔''(یوحنا۔باب نمبر ۱۴۔آیات نمبر ۲۵۔۲۶)

(۲)''اوراب میں نے تم سے اِسکے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تا کہ جب ہوجائے تو تم یقین کرو۔ اِسکے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُس کا کچھ نہیں۔''(ایضاً۔۲۹۔۳۰)

(۱) سلطانی صاحب۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ درج بالا توریت اور انجیل کی پیشگوئیاں جو آنحضرت ﷺ کے متعلق بیان فرمائی گئیں تھیں کیا ان میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا نام یعنی محمد (ﷺ) کا ذکر فرمایا تھا اور اگر نہیں تو پھر حضرت مرزا صاحبؑ سے متعلقہ پیشگوئی میں اگر آنحضرت ﷺ نے آپکا نام نہیں لیا ہے تو اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟

(۲) توریت کی پیشگوئی کے مطابق آنحضرت ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ میرا دوسرا سوال آپ سے یہ ہے کہ کیا توریت کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے تھے اور آپؐ سے بڑھ کر نہیں تھے؟ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ صرف مثیل موسیٰ تھے بلکہ آپ سے کہیں بڑھ کر بھی تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُمت محمدیہ میں نازل ہونیوالا مسیح موعود اپنے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے نہ صرف حضرت مسیح عیسیٰ ناصری علیہ السلام جیسا تھا بلکہ آپؑ سے کہیں بڑھ کر بھی تھا۔ جیسا کہ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

سلطانی صاحب۔ بڑے افسوس کی بات ہے آپ ایک طرف تو حضرت مرزا صاحبؑ کی پیروی کا دم بھرتے ہیں بلکہ آپکی پیروی میں مجدد بھی بن بیٹھے ہیں لیکن دوسری طرح آپ علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ نے نبوت کا مقام دیا ہے آپ اُسکا انکار کررہے ہیں۔ آپ بتائیں آپ کیسے مجدد ہیں؟؟ کیا آپکا یہی تجدیدی کارنامہ ہے؟؟ ؎ دوستو اِک نظر خدا کے لیے سیّد الخلق مصطفیٰ کے لیے

(۳) اُمت میں آنیوالے مسیح موعود کے متعلق آنحضرت ﷺ نے بروزی نبی اللہ یا ظلی نبی اللہ کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے تھے بلکہ اُسے نبی اللہ نبی اللہ فرمایا تھا۔ اب سوال ہے کہ آنیوالے کسی موعود وجود کے مقام ومرتبہ کے متعلق کیا آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ کوئی غلطی لگ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں اُمتیوں میں سے کسی کو غلطی لگ سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اُمت میں جس عیسیٰ ابن مریم کو چار بار نبی اللہ قرار دیا ہے۔ آپ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آپ ﷺ کی عیسیٰ نبی اللہ سے مراد ہرگز موسوی عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام نہیں ہیں کیونکہ وہ تو قرآن کریم کے مطابق فوت ہوچکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مماثلت کی وجہ سے یقیناً کسی اُمتی فرد کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اُسے ہی نبی اللہ قرار دیا ہے۔ اب آپ پندرھویں صدی ہجری کے عجیب وغریب مجدد ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بھی نعوذ باللہ غلطیاں نکال رہے ہیں کہ آنیوالا عیسیٰ نبی اللہ کی بجائے محدث اللہ ہوگا۔ آپ کو یاد رہے کہ خاتم النبیین کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟ حضرت خاتم النبیین ﷺ آپ سے کہیں زیادہ اس اصطلاح کے مطلب کو جانتے تھے۔ آپ آنحضرت ﷺ کو سمجھانے کی بجائے اپنے حال پر رحم کریں اور توبہ استغفار کریں۔ یہ جو حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی تحریرات میں بعض اوقات اپنے متعلق بروزی یا ظلی نبی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یہ بھی آپؑ نے اپنی کسر نفسی کی وجہ سے لکھا تھا۔ بروزی یا ظلی نبی سے مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپؑ نعوذ باللہ

کوئی کمتر یا ناقص نبی تھے بلکہ میرے خداداد علم اور فہم اور ایمان کے مطابق تو یہ بروزی اور ظلی نبی اپنے آقا آنحضرت ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ میں فنا ہو کر اپنے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ سے پہلے گذشتہ سارے علاقائی اور قومی انبیاءؑ سے بھی آگے بڑھ گیا ہے۔ آپ کو خاکسار نے اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' بھیجی ہوئی ہے۔ آپ پیشگوئیوں کی حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے اس کتاب کے پہلے حصہ کا تیسرا باب جس کا عنوان ''اِلہامی پیشگوئی بطور اِبتلاء'' ہے، برائے کرم غور و فکر کیساتھ ایک بار پھر ضرور پڑھیں۔

ربانی پیشگوئیوں کے سلسلہ میں حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اور یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں بعض اُمور کا اَخفا اور بعض کا اِظہار ہوتا ہے۔ اور ایسا ہونا شاذ و نادر ہے کہ من کل الوجوہ اِظہار ہی ہو کیونکہ پیشگوئیوں میں حضرت باری تعالیٰ کے اِرادہ میں ایک قسم کی خلق اللہ کی آزمائش بھی منظور ہوتی ہے۔ اور اکثر پیشگوئیاں اِس آیت کا مصداق ہوتی ہیں کہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا۔ اِسی وجہ سے ہمیشہ ظاہر پرست لوگ امتحان میں پڑ کر پیشگوئی کے ظہور کے وقت دھوکہ کھا جاتے ہیں اور زیادہ تر اِنکار کرنیوالے اور حقیقت مقصودہ سے بے نصیب رہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ صرف پیشگوئی کا ظاہری طور پر جیسا کہ سمجھا گیا ہو پورا ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً مسیح کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا۔ اس لیے یہودیوں نے اُس کو قبول نہ کیا اور اِس ردّ اور اِنکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔ کہ انہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کر لیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی توریت میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ اس لیے یہودی لوگ اِس پیشگوئی کا منشا یہی سمجھتے رہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اِسرائیل کے بھائیوں سے بنی اِسماعیل مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ بجائے بنی اِسرائیل کے بھائیوں کے بنی اِسماعیل ہی لکھ دیتا تا کروڑہا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اُس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اُس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا۔ اِسی بنا پر اور اِسی مدعا کی غرض سے تمثیل کے پیرایہ میں یا اِستعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور اِستعارات سے بکلی منکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر حقیقت حقہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عداوت اور بغض اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے جن کی نسبت پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں اُنکے سخت منکر اور اَشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں، کہ جو پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کو اِن کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳۔۱۳۶)

**البیان**۔۔۔''اجرائے نبوت یا امکان نبوت کا عنوان باندھنے والوں نے جان بوجھ کر ان پر یہ الزام تھوپا، ان کا مقام بڑھانے کی بجائے کم کیا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کبھی نہیں چاہتے تھے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے لعنتی بنیں۔ کیا اُنہیں اپنی وفات سے گیارہ دن

پہلے تک بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ وہ درحقیقت نبی ہیں۔ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے سن ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے دعوے میں تبدیلی کر لی تھی اور نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔''(ایضاً صفحہ۔۸)

**الجواب**۔۔۔خاکسار نے اس مضمون کے شروع میں اور اپنے مضمون نمبر ۳۹ میں بھی بڑی وضاحت کیساتھ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو نبی اور رسول بنایا ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ نے بارہا دفعہ بذات خود اس حقیقت کا اقرار بھی فرمایا ہے۔ اب سوال ہے کہ جس برگزیدہ بندے کو اللہ تعالیٰ خود نبی اور رسول بنائے اور وہ بندہ خود بھی اپنی نبوت و رسالت کا اقرار کرے تو پھر کوئی کس طرح اُسکے پیروکاروں پر یہ جھوٹا الزام لگا سکتا ہے کہ اُنہوں نے نعوذ باللہ جھوٹے طور پر حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی و رسول بنایا ہے؟؟ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور خاکسار اِلٰہی فرمان کے مطابق (اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى (لیل۔۱۳) ہدیت دینا یقیناً ہمارے ہی ذمے ہے) آپ کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ہاں بتوفیق ایزدی آپکی ہدایت کیلئے دعا کر سکتا ہے اور وہ میں کر رہا ہوں۔

**البیان**۔۔۔''آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کی موجودگی میں نبی یا رسول کیسے آ سکتا ہے؟''(ایضاً صفحہ۔۸)

**الجواب**۔۔۔آیت ''خاتم النبیین'' اور حدیث ''لا نبی بعدی'' کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا یا آپ ﷺ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی تھے۔جو لوگ آیت ''خاتم النبیین'' اور حدیث ''لا نبی بعدی'' کے یہ معانی کرتے ہیں وہ دراصل اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اُس قرآن کریم (سورۃ فاتحہ۔سورۃ النساء۔سورۃ الانعام) کی تکذیب کر رہے ہیں جو حضور ﷺ پر نازل ہوا تھا۔جس طرح حضرت بانئے جماعتؑ کے مجدد الف آخر (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۸) ہونے کے باوجود آپکی جماعت میں ایک موعود زکی غلام مسیح الزماں بطور مصلح موعود اور مجدد موعود آ سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بذات خود آپکی جماعت کیلئے اُس کا وعدہ بخشا ہوا ہے بالکل اِسی طرح آیت ''خاتم النبیین'' اور حدیث لا نبی بعدی کے ہوتے ہوئے اُمت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعے ایک نبی اللہ کی بھی خبر دی ہوئی ہے۔تفکروا وتندموا واتقوا اللہ ولا تغلوا۔

**البیان**۔۔۔۔''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ سے بھی بکثرت مکالمہ ومخاطبہ والی نبوت ہی مراد ہے اس سے مراد حقیقی نبوت نہیں۔''(ایضاً صفحہ۔۱۱)

**الجواب**۔۔۔اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے ارشاد میں جس قسم کی بھی نبوت کے اجراء کا ذکر فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ (النساء۔۷۰) کے مطابق یہ نبوی انعام حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو کامل طور پر عنایت فرمایا ہے اور جو لوگ ایک طرف حضرت مرزا صاحبؑ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں بلکہ آپکی غلامی میں مجدد ہونے کا دعویٰ بھی کر بیٹھے ہیں اور دوسری طرح اپنے آقا علیہ السلام کو اُس نبوی انعام سے بھی محروم کر رہے ہیں جو کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے۔حضرت مرزا صاحبؑ کے ایسے نام نہاد پیروکاروں اور مجددیت کے دعوے داروں پر صرف افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔۔۔اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

اُمت میں جو لوگ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معانی مراد لیتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا

وہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نظر میں بھی سخت غلطی خوردہ ہیں اور اُنہیں چاہیے کہ اپنا آخری وقت آنے سے پہلے توبہ کرلیں اور اپنی اس غلطی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔

☆☆ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ لکھتے ہیں۔ ''بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۵)

جناب سلطانی صاحب اپنی لاعلمی کی وجہ سے حضورؑ کے اِن الفاظ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

**البیان**۔۔۔ ''اس حوالہ کو مدنظر رکھیں تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت نعوذ باللہ یا تو ایسی محروم و مقہور تھی کہ ڈیڑھ ہزار سال میں آپؐ کا بروز یا ظل ہی کوئی نہ تھا اور سوائے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح علم غیب سے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مشرف کیا جائے۔'' (مسئلہ نبوت صفحہ ۲۲)

''کیا ایک ہزار چار سو سال (۱۴۰۰) سال میں امت محمدیہ میں سے صرف ایک شخص کو ہی روحانی دنیا کا اعلیٰ ترین اعزاز اور انعام مل سکا؟ کیا اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور فیضانِ قرآن نے یہی نتیجہ پیدا کیا۔ نعوذ باللہ۔ اِسکے برعکس پہلی اُمتوں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گزرے ہیں۔'' (ایک عظیم الشان مباحثہ۔ صفحہ۔ ۳)

**الجواب**۔۔۔ واضح رہے کہ یہ حقیقت تو قرآن کریم سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نبوی انعام تا قیامت جاری و ساری ہے۔ یہ نعمت کسبی کی بجائے وَہبی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنا یہ انعام کسی بندے کو بخشنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی اس عطا پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبوی انعام کا دروازہ بند ہی نہیں کیا تو یہ اعتراض بے معنی اور لغو ہے کہ اُمت میں ایک ہی نبی کیوں آیا زیادہ کیوں نہیں آئے؟ کوئی انسان نہ تو خود نبی بن سکتا ہے اور نہ ہی لوگ کسی کو نبی بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کس کو نبی بنانا ہے یا کس کو نہیں یا کسی اُمت میں کتنے نبی بھیجنے کی ضرورت ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے ابدی علم اور مرضی پر منحصر ہے۔ اس ضمن میں خاکسار تو یہاں تک کہہ سکتا ہے کہ اگر اُمت محمدیہ میں ختم نبوت کا فاسد عقیدہ یا گمراہی پیدا نہ ہونی ہوتی تو شاید اللہ تعالیٰ اُمت میں ایک نبی بھی نہ بھیجتا۔ اُمت محمدیہ میں ایک نبی کی بعثت کی وجہ بھی ختم نبوت کا باطل عقیدہ بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی ﷺ کی اُمت میں ایک نبی کو مبعوث فرما کر ختم نبوت کے اس فاسد عقیدے کی عملاً تردید کرنا پڑی وگرنہ اُمت میں شاید ایک نبی کی بھی بعثت نہ ہوتی یا ضرورت نہ ہوتی۔ ہاں یہ بات اصلاً اور اصولاً سچ ہے کہ چونکہ نبوی انعام کا انقطاع نہیں ہے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُمت محمدیہ میں لاکھوں اور کروڑوں اُمتی نبی بھی بھیج دیتا۔ لیکن امر واقع اور افسوسناک بات یہ ہے کہ اُمت محمدیہ کے بعض افراد کیلئے ایک اُمتی نبی (حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام) کی بعثت بھی بھاری ہوگئی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لاکھوں کروڑوں اُمتی نبی بھیج دیتا تب ایسے لوگوں کا کیا بنتا؟؟

**البیان**۔۔۔ ''مگر اسکے ساتھ ساتھ اللہ جلشانہٗ کی طرف سے بھی نبوت و رسالت کے الفاظ کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ کی وجہ سے آپ کیلئے

استعمال کیے جارہے تھے اس لیے آپؑ اس لفظ کو نہ مخفی رکھ سکتے تھے اور نہ ہی آپؑ اس لفظ کو، اس خطاب کو اور اس اعزاز کو اپنے سے الگ کر سکتے ہیں‘‘ (ایضاً صفحہ۔ ۲۴)

**الجواب**۔۔۔اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی و رسول (جن معانی میں بھی بنایا) بنا کر ایک عزت کا خطاب دیا تھا اور آپؑ مامور ہونے کی وجہ سے اس اعزاز کو چھپا نہیں سکتے تھے۔ اب سوال ہے کہ آپ لوگ (سلطانی صاحب اور لاہوری حضرات) اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے سچے مومن ہیں تو آپ یہ اعزاز (جس اعزاز کو وہ خود بھی نہ چھپا سکے اور نہ ہی اپنے سے الگ کر سکے) اُن سے چھین کر اُنہیں غیر نبی اور محدث وغیرہ ثابت کرنے کی عبث اور لایعنی کوششیں کیوں کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اِلہاماً نبی اور رسول بنایا ہے۔ اگر آپ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے مومن ہیں تو ایمان کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں جن معانی میں بھی نبی اور رسول بنایا ہے آپ حضرت مرزا صاحبؑ کی وحی اور آپکے حلفیہ بیان پر ایمان لاتے ہوئے اُنہیں نبی اور رسول تسلیم کر لیں۔ آخر کار آپ حضرت مرزا صاحبؑ کو صادق سمجھتے ہیں۔ اس میں آپ کیلئے حرج کی کونسی بات ہے؟ آپ کو یاد رہے کہ صادق کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ ایک عزت کا خطاب اور ایک اعزاز جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو مرحمت فرمایا ہے۔ آپ اس عزت کے خطاب اور اعزاز کو تسلیم کر لیں اور اس طرح یہ نبوت کی بحث ہمیشہ ہمیش کیلئے خود بخود اپنے انجام کو پہنچ جائے گی۔

**البیان**۔۔۔’’مکالمہ ومخاطبہ کی کثرت کیلئے نبوت اصطلاح رائج کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کسی کو حق ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر دے یا کسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا نہ پہلے اولیاء اور بزرگانِ اُمتِ محمدیہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا۔‘‘ (ایضاً صفحہ۔ ۴۱)

**الجواب**۔۔۔خاکسار نے اپنے مضمون نمبر ۳۹ میں بھی اور اس مضمون کے شروع میں بھی واضح کر دیا ہے کہ کلام اللہ کی روشنی میں نبوی انعام منقطع نہیں ہوا ہے بلکہ جاری وساری ہے۔ ختم نبوت کے اس باطل اور فاسد عقیدے کی تکذیب کیلئے اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں عملاً ایک برگزیدہ بندے کو اُمتی نبی بنا کر ایک مثال قائم کی ہے۔ گذشتہ اُولیاء اور بزرگانِ اُمت کو جب اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا ہی نہیں تھا تو وہ کس طرح نبوت کے جھوٹے دعاوی کر دیتے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اُس نے نہ صرف دعویٰ نبوت کیا بلکہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے حق میں بیّن دلائل بھی پیش کیے ہیں (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)۔ لیکن افسوس آپ ایسے لوگوں کو حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کا دعویٰ نبوت اور اللہ تعالیٰ کا عنایت کردہ یہ خطاب اور اعزاز ہضم نہیں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

**البیان**۔۔۔’’یہ مکالمہ مخاطبہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی نصیب نہیں تھا بلکہ آپ کیساتھ اس میں ہزاروں لاکھوں لوگ آنحضور ﷺ کی پیروی کے ذریعہ مکالمہ ومخاطبہ کا فیض پانے والے شامل ہیں۔ جسے بھی کثرت مکالمہ ومخاطبہ نصیب ہو جائے اُسے نبوت کا مقام مل جاتا ہے۔‘‘ (ایضاً صفحہ۔ ۴۸)

**الجواب**۔۔۔سلطانی صاحب۔آپ ایک مربی اور عالم ہوکر یہ سفید جھوٹ کیوں بول رہے ہیں کہ کثرت مکالمہ ومخاطبہ میں دیگر اُولیاء اور بزرگانِ اُمت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ہم پلہ تھے اور اس طرح نبی ہونے کے لحاظ سے وہ سب حضرت مرزا صاحبؑ کے ہم پلہ تھے۔اللہ تعالیٰ کا خوف کریں اور مجددوں کا کام یہ نہیں ہوتا کہ وہ سفید جھوٹ بولتے پھریں۔یہ درست ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے بھی لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ومخاطبہ ہوتا رہا ہے لیکن جس کثرت سے اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اِسکی مثال پہلے اولیاء اور بزرگانِ اُمت میں نہیں ملتی۔اور اِسی کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی بناء پر حضرت مرزا صاحبؑ نبوت ورسالت کا مقام ومرتبہ پاگئے یا بالفاظ دیگر اسی کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی بناء پر نبی اور رسول کا مقام ومرتبہ پاگئے۔الحمدللہ۔حضورؑ فرماتے ہیں۔''غرض اِس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اِس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور اَبدال اور اَقطاب اِس اُمت میں سے گزر چکے ہیں۔اُن کو یہ حصہ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اُمورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔''(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

جناب سلطانی صاحب۔حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کا درج بالا اقتباس بہت واضح ہے اور ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے؟ حضورؑ کے اِن الفاظ کے بالمقابل آپکے سفید جھوٹ کی کیا حیثیت ہے اور صاحب فہم اور صاحب علم لوگ آپکے سفید جھوٹ کو کس طرح سچ جان لیں؟؟؟

**البیان**۔۔۔۔''مجددین وغیر مجددین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاص فرق اور امتیاز صرف کثرت کا ہے۔جیسی کثرت آپ کو نصیب ہوئی ہو(ہے۔ناقل) کسی اور کے حصہ میں نہ آئی۔''(ایضاً۔صفحہ ۴۸)

**الجواب**۔۔۔آپ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ(یہ مکالمہ مخاطبہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی نصیب نہیں تھا بلکہ آپ کیساتھ اس میں ہزاروں لاکھوں لوگ آنحضور ﷺ کی پیروی کے ذریعہ مکالمہ ومخاطبہ کا فیض پانے والے شامل ہیں۔جسے بھی کثرت مکالمہ ومخاطبہ نصیب ہوجائے اُسے نبوت کا مقام مل جاتا ہے۔''(ایضاً صفحہ۔۴۸) اور دوسری طرف آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں(مجددین وغیر مجددین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاص فرق اور امتیاز صرف کثرت کا ہے۔جیسی کثرت آپ کو نصیب ہوئی ہو(ہے۔ناقل) کسی اور کے حصہ میں نہ آئی۔(ایضاً۔صفحہ ۴۸) جناب سلطانی صاحب۔یہی کثرت مکالمہ ومخاطبہ جس کو حضرت مرزا صاحبؑ کے ضمن میں آپ تسلیم کررہے ہیں۔اِسی کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی بنا پر آپؑ کو نبی اور رسول بنایا گیا ہے۔اب ہمارے درمیان نبوت کے سلسلہ میں جھگڑا کیا رہ گیا ہے کیونکہ حقیقت تو آپ نے شاید نہ چاہتے ہوئے بھی تسلیم کرلی ہے؟؟

**البیان**۔۔۔''مرزا محمود احمد اور اُنکی جماعت نے نہ صرف یہ فیض خاص کیا بلکہ انتہائی محدود کردیا کہ ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نبی ڈیڑھ ہزار سال میں ہوئے ہیں''(ایضاً۔صفحہ۔۴۸)

**الجواب**۔۔۔مرزا محمود احمد یا کسی اور کا خاکسار(عبدالغفار جنبہ) ذمہ دار نہیں ہے۔خاکسار یہ یقین رکھتا ہے کہ اُمت محمدیہ میں اُمتی

نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے جتنے بندوں کو اُمتی نبوت سے سرفراز کرنا چاہے سرفراز فرما سکتا ہے۔ یہ سب اِلٰہی رضا اور حکمت پر منحصر ہے۔ لیکن کیا اس پر افسوس نہ کیا جائے کہ اُمت میں اب تک جس ایک وجود کو اللہ تعالیٰ نے اُمتی نبوت کا لباس پہنایا ہے آپ اُسے بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں؟؟

**البیان**۔۔۔''بنی نوع انسان میں اور خصوصاً اُمت مسلمہ میں کیا کوئی عورت بھی اس قابل نہ ہوئی کہ اُسے نبوت کا مقام عطا کیا جاتا۔۔۔ اگر تو ہمارے پیارے آقا تمام لوگوں، عورتوں، مخنثوں، مردوں سب کیلئے مبعوث ہوئے تھے اور اگر ہر ایک کیلئے آپکی پیروی کرنا ضروری ہے تو لازماً اس بات کو ممکن رکھنا پڑے گا کہ اُس پیروی کرنیوالے میں ظلی طور پر آپکی خوبیاں بھی منعکس ہو جائیں جس میں سب سے اونچا مقامِ نبوت اور مقام خاتم الانبیاء ہے خواہ وہ پیروی کرنے والا مرد ہے یا عورت یا مخنث خواہ وہ دنیاوی طور پر اُونچی قوم سے تعلق رکھتا ہے یا گھٹیا قوم سے۔''(مسئلہ نبوت۔صفحہ۔۳۲)۔۔۔''نیز یہ کہ اِن کے خیال میں کوئی عورت یا مخنث یا دنیاوی لحاظ سے چھوٹی قوموں میں سے نبی مقرر نہیں ہوسکتا تو اُنہیں سورۃ فاتحہ میں اَنعمت علیھم کی دعا کیوں کرنے کا پابند کیا گیا ہے؟''(ایک عظیم الشان مباحثہ۔صفحہ۔۳)

**الجواب**۔۔۔جناب سلطانی صاحب نے جس برگزیدہ انسان کی غلامی میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہوا ہے وہ آپؑ کی نبوت پر اتنے شاقی دکھائی دیتے ہیں کہ اُنہوں نے اللہ اور اُسکے نبی ﷺ پر بھی یہ اعتراض کر دیا ہے کہ پھر آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ نے کسی عورت، مخنث یا کسی پست قوم میں سے کسی کو نبی کیوں نہیں بنایا ہے وغیرہ؟؟ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر قسم کی مخلوق کا خالق بزرگ و برتر ربّ ہی ہے۔ اپنی مخلوق میں سے حق تعالیٰ نے نوع انسان کو اَشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اب یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دیگر مخلوق کے بالمقابل انسانوں کو کیوں اَشرف المخلوقات بنایا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق اور تقسیم پر کوئی معترض ہو تو ہمیں ایسے کسی بھی انسان کی ذہنی صحت اور بلوغت پر شک گزرے گا۔ یہی معاملہ عورت اور مخنث کے سلسلہ میں نبوی انعام کا ہے۔ نبوت کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ایک بہت ہی بلند انعام ہے اور حق تعالیٰ نے اپنے اس انعام کیلئے بنی نوع انسان میں سے صرف مردوں کو چنا ہے۔ عورت اور مخنث بھی بالکل اُسی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جس طرح بنی نوع انسان کے بالمقابل دوسری مخلوق۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی حکمت کے تحت اپنی دیگر مخلوق کے بالمقابل بنی نوع انسان کو بطور اَشرف المخلوقات چن لیا ہے بعینہٖ اگر بعض وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مردوں کے بالمقابل عورتوں کو نبوت کے منصب کیلئے پسند نہیں فرمایا (گذشتہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیھم السلام میں سے کسی عورت اور مخنث کا نبی نہ بنایا جانا اس کا ثبوت ہے) تو یہ کوئی جائے اعتراض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ إِلَّا رِجَالٗا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ (النحل۔۴۴) اور ہم تجھ سے پہلے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا کرتے تھے (اور) ہم اُنکی طرف وحی کرتے تھے اور (اے منکرو!) اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ کر دیکھ لو۔

جاننا چاہیے کہ مردوں کو رسول بنا کر بھیجنا اور عورتوں کو اپنی رسالت کیلئے منتخب نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی حکیمانہ سنت ہے۔ یہ کسی انسان کی

تفریق اور تقسیم نہیں بلکہ ہمارے خالق کی تفریق اور تقسیم ہے اور اس پر کسی کا اعتراض کرنا ہی اُسکی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام بنایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ط (النساء۔ ۳۵) مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔

اب کچھ لوگوں کا المیہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک برگزیدہ انسان کو اُمتی نبوت بخشی ہے تو یہ اُن کی برداشت سے باہر ہے اور وہ معترض ہیں کہ اگر اُمت محمدیہ میں ایک مرد یعنی حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی بنایا گیا ہے تو پھر عورتوں اور مخنثوں میں سے بھی کسی کو یہ نبوی نعمت ملنی چاہیے تھی کیونکہ وہ بھی سورۃ فاتحہ میں انعمت علیھم کی دعا کرتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی حکمت کے تحت عورتوں اور مخنثوں کو نبوت کی فضیلت سے محروم رکھا ہے تو اس پر کوئی سچا مومن تو اعتراض نہیں کرسکتا لیکن کسی نام نہاد مومن اور مجدد کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مزید برآں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی تعلیم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی بنائی ہوئی پست قوموں میں سے کسی کو نبی نہیں بنا سکتا اور نہ ہی حضورؑ کے کسی سچے پیروکار کا ایسا کوئی عقیدہ ہے۔ سلطانی صاحب کا یہ سراسر حضورؑ کے پیروکاروں پر بہتان ہے۔ باقی جہاں تک چھوٹی قوموں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ سب پیشے (چوہڑے چمار اور کمی کمین وغیرہ) انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب انسان برابر ہیں اور اِن میں اگر کوئی فرق ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے خطبہ حج الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ اَيُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ وَلَا عَرَبِيٍّ۔ وَلَا اَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا اَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتقوىٰ (مسند امام احمد حنبل) لوگو! بیشک تمہارا رَبّ ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ ہاں عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں۔ مگر تقویٰ کے سبب سے۔

گذشتہ اَنبیاءؑ کی تاریخ چونکہ ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اکثر اَنبیاءؑ کو غریبوں اور پست قوموں (لوگوں کی نظر میں) میں سے چنا تھا۔ لہٰذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بنائی ہوئی پست قوموں میں سے کسی کو بطور نبی نہیں چنا تھا۔ ماضی قریب یعنی دو (۲) ہزار سال پہلے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ایک قطعی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ آپؑ پیشہ کے لحاظ سے نجار یعنی بڑھئی تھے؟ اُمت محمدیہ میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے جس برگزیدہ بندے کے سر پر اُمتی نبوت کا تاج رکھنا تھا وہ اُس نے رکھ دیا ہے۔ اب لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ؟ مجھے اُمید ہے جناب سلطانی صاحب کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اُمت محمدیہ میں سب پر فرض ہے کہ وہ منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی دعا کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کس بندے کی دُعا کو کس رنگ میں قبول کرنا ہے یہ وہ جانتا ہے۔ عاجز انسانوں کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ اپنی نفسانی خواہشوں کیلئے وہ اس قسم کے لغو اور بے ہودہ سوال اور اعتراض اُٹھاتے پھریں۔ آپ اپنے ایک دوسرے مضمون ''ایک عظیم الشان مباحثہ'' کے آغاز میں لکھتے ہیں۔

**البیان**۔۔۔’’ختم نبوت کا مطلب ہے کوئی نبی نہیں آئے گا۔لیکن اُمت محمدیہ میں مقام ومرتبۂ نبوت ہزار ہا لوگوں کوعطا ہوا۔اِسی لیے آپ کو بزرگان اُمت کے مکالمہ ومخاطبہ یا پیشگوئیوں میں نبی کا لفظ نظر آتا ہے۔یہ استعارہ اورمجاز کے رنگ میں ہوتا ہے۔‘‘(ایک عظیم الشان مباحثہ۔صفحہ۔۱)

**الجواب**۔۔۔خاکسار نے اپنے مضمون نمبر ۳۹ میں قرآن کریم،احادیث صحیحہ اور بزرگانِ اُمت کے اقوال کی رُو سے قطعی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اُمت میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں اب تک صرف ایک برگزیدہ وجود حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اُمتی نبی اور رسول ہونے کا اعزاز بخشا ہے۔اگر آپؑ کے علاوہ کسی اور فردِ اُمت کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبی قرار دیا ہے تو سلطانی صاحب۔آپ نے اُس کا نام کیوں نہیں لکھا۔اُمت میں کسی اور بزرگ کے مکالمہ ومخاطبہ میں اگر اللہ تعالیٰ نے اُسے نبی فرمایا تھا تو اُس بزرگ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی طرح اپنے متعلق اُمتی نبی ہونے کا اعلان کیوں نہ فرمایا۔کثرت مکالمہ ومخاطبہ میں اگر اللہ تعالیٰ لفظ نبی اپنے کسی بندے کے لیے استعمال فرمائے تو وہ بندہ اپنے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے وعدہ اِلٰہی (النساء۔۷۰) کے مطابق استعارہ ومجاز کی بجائے لفظ کے حقیقی مفہوم میں نبی ہوتا ہے۔جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں۔’’غرض اِس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اِس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور اَبدال اور اَقطاب اِس اُمت میں سے گزر چکے ہیں۔اُن کو یہ حصہ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اُمورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔‘‘(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

**البیان**۔۔۔’’سورۃ النساء آیت ۷۰ میں چاروں انعامات مقام نبوت،مقام صدیقیت،مقام شہادت اور مقام صالحیت کا ذکر ہے۔سورۃ فاتحہ میں انعامات مانگنے کی جو دُعا سکھائی گئی ہے اس سے مراد یہی چاروں انعامات ہیں۔اُمت محمدیہ ہمیشہ یہ انعامات مانگتی رہی اور یہ انعام پاتی رہی۔مقام نبوت سے مراد اللہ جلشانہٗ کا سب سے بڑھ کر قرب پانا اور بکثرت مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کے انعام کا پانا ہے۔تمام وہ بزرگان اُمت جو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ اِلٰہیہ سے مشرف تھے اُنہوں نے مقام نبوت پایا۔خصوصاً تمام کبار صحابہ کرامؓ اور ائمہ ومجددین اُمت محمدؐیہ نے یہ مقام پایا جس کی سب سے بڑی اور قریبی زمانہ کی مثال خود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔الحمدللہ رب العالمین۔‘‘
(ایک عظیم الشان مباحثہ۔صفحہ۔۴)

**الجواب**۔۔۔جناب سلطانی صاحب۔جن چاروں روحانی مقامات کا سورۃ النساء۔۷۰ میں ذکر ہے خاکسار نے اپنے مضمون نمبر ۳۹ میں اِسکے متعلق بہت وضاحت کی ہوئی ہے۔یہاں اِسکے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔اب اُمت محمدیہ میں نبوی نعمت جس برگزیدہ بندے کے شامل حال ہوئی اُس نے تو حلفاً اس کا دعویٰ بھی کیا ہے لیکن اُمت کی اکثریت نے اُس کا انکار کر دیا تھا۔آپ سے میرا سوال ہے کہ اُمت محمدیہ میں یہ مقام نبوت اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے علاوہ کسی اور کو بھی نصیب ہوا تھا جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں (تمام وہ بزرگان

اُمت جو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ اِلٰہیہ سے مشرف تھے اُنہوں نے مقام نبوت پایا۔خصوصاً تمام کبار صحابہ کرامؓ اور ائمہ ومجددین اُمت محمدؐیہ نے یہ مقام پایا) تو کیا حضرت مرزا صاحبؑ کے علاوہ آپکی طرح اُمت میں سے کسی اور نے اس نبوی نعمت کے ملنے کا اعلان اور دعویٰ بھی فرمایا تھا؟؟ کوئی ایک مثال؟؟ اگر نہیں تو پھر۔۔۔لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

واضح رہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہوتی تو آپ ضرور اپنے مضمون میں اِس کا اندراج کرتے جبکہ اَمر واقع یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے مطابق اُمت محمدیہ میں یہ نبوی نعمت صرف اُنہیں نصیب ہوئی ہے۔جس کا حوالہ خاکسار کئی دفعہ اس مضمون میں بھی دے چکا ہے۔اب آپکے ایسے بیان کا یقین کیا جائے جس کی آپکے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے یا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے بیان کا جنہیں آپ بھی کم ازکم اور کچھ نہیں تو صادق ضرور مانتے ہیں۔اتقوا اللہ۔اتقوا اللہ۔اتقوا اللہ۔

**البیان**۔۔۔''جماعت احمدیہ لاہور نے اُمت محمدؐیہ میں سے سب سے بڑے انعام کی طلب ختم کر کے روحانیت کے سب سے بڑے انعام پر تبر رکھ دیا ہے۔اور یہ ظلم عظیم ہے۔خاتم النبیین صلی اللہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آ سکتا۔کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔اس بات پر جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت احمدیہ (حقیقی) متفق ہیں۔''(ایک عظیم الشان مباحثہ۔صفحہ۔۵)

**الجواب**۔۔۔اُمت محمدیہ میں سب سے بڑے انعام یعنی نبوت کی طلب کو ختم کرنا یا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔واضح رہے کہ جس نعمت کا ملنا ممکن نہ ہو اُس کیلئے اللہ تعالیٰ دُعا نہیں سکھایا کرتا لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت کیلئے دُعا سکھائی ہو تو وہ نعمت یقیناً قابل حصول ہے۔اگر بقول سلطانی صاحب جماعت احمدیہ لاہور نے نبوی نعمت پر تبر رکھا ہے تو ایسا اُنہوں نے اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کی نعمت نہیں مل سکتی یا دوسرے الفاظ میں وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔جماعت احمدیہ حقیقی کا بھی ختم نبوت پر یقین ہے۔اس لحاظ سے جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت احمدیہ حقیقی میں کوئی فرق نہیں ہے۔دونوں جماعتیں قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کے اِرشادات کے برخلاف ختم نبوت کا جھوٹا عقیدہ اپنا کر گمراہ ہو چکی ہیں۔

**البیان**۔۔۔''نبوت کا مقام یا نبوت کا مرتبہ پانا اور بات ہے اور بطور نبی اللہ کی طرف سے مبعوث کیا جانا اور بات۔یعنی یہ ممکن ہے کہ کوئی اللہ کے قرب کے اس مقام پر ہو اور یہ قابلیت رکھتا ہو کہ اللہ اسے نبی مقرر فرمائے مگر اللہ اسے نبی نہ مقرر فرمائے۔''(ایک عظیم الشان مباحثہ۔صفحہ۔۵)

**الجواب**۔۔۔واضح رہے کہ کسی بندے کو نبوت کا مقام ومرتبہ دیئے جانے یا اُسے نبی بنائے جانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کسی انسان کو نبی کا مقام ومرتبہ دے کر ہی اُسے نبی بنایا کرتا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نبی نہ بنائے تو اس کا مطلب ہے کہ اُس نے اُس کو نبی کا مقام ومرتبہ نہیں عطا فرمایا برخلاف اسکے اگر اُس نے اپنے کسی بندے کو نبوت کا مقام ومرتبہ عطا فرما دیا ہو تو اِسکے معنی ہیں کہ اُس نے اُسے نبی بنا دیا ہے۔اُمت محمدیہ میں یہ مقام ومرتبہ پانے والا اب تک صرف ایک ہی اُمتی فرد حضرت مرزا غلام احمد علہ السلام ہیں اور اس

سے متعلقہ حوالہ پہلے لکھا جاچکا ہے۔اب آخر میں حضورؑ کی اپنی نبوت کے سلسلہ میں آخری تحریر درج کرکے خاکسار اس مضمون کو ختم کرتا ہے۔اگر کوئی انسان نفس سے خالی ہو اور اُس میں تعصب بھی نہ ہو تو مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کو جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام کے نام لکھے گئے حضورؑ کے آخری خط سے نبوت کے ضمن میں آپکے خداداد مقام و مرتبہ کو سمجھنا اُس کیلئے چنداں مشکل نہیں ہے۔آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''پرچہ اخبار عام ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔اسکے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت ﷺ کی اِقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں، یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کیساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور اِنہیں اُمور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔مگر میں اِن معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کرسکے۔سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے اِلہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا۔اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہوسکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلاسکتا۔سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت مجھے علم غیب عطا کیا ہے اور ہزار ہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کیے ہیں اور کر رہا ہے۔میں خودستائی سے نہیں مگر خدا کے فضل اور اُسکے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دے گا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دے گا۔بس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطب اللہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو

خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کیساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدّر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کیساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کیساتھ پکارا جائے تا کہ اس میں اور اُسکے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ اِن میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی اُمید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے وہ اُمتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اُتر کر نئے سرے سے وہ مسلمان ہونگے اور کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔ وَالسَّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ الراقم خاکسار مفخر ولی اللہ الحمد غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۶ تا ۵۹۸۔ حضورؑ کا خط محررہ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور)

## حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا خط سے درج ذیل اُمور کا اثبات ہوتا ہے

(۱) ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کے اخبار عام میں جو یہ خبر چھپی تھی کہ حضورؑ نے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے۔ حضورؑ نے اس خبر کو غلط قرار دیتے ہوئے اِسکی تردید کیلئے یہ خط لکھا تھا۔ اگر حضورؑ نبی نہ ہوتے اور آپ علیہ السلام کا دعویٰ نبوت نہ ہوتا تو آپ اخبار عام میں اپنی نبوت سے انکار کے سلسلہ میں شائع شدہ خبر کی تردید کیلئے اخبار کے ایڈیٹر کو درج بالا خط ہرگز نہ لکھتے۔

(۲) حضورؑ نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی نہیں ہیں۔ مثلاً آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں، یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔‘‘

(۳) خط میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ آپؑ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ظاہر ہے یہ وہ اُمتی نبوت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو وعدہ (النساء۔ ۷۰) بخشا ہوا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کیساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور اِنہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے

انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(۴) کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں سے صرف آپ کو نبوت کی چادر اوڑھا کر ایک عزت کا خطاب اور اعزاز دیا تھا اور آپ سے پہلے اور بعد میں اب تک یہ اعزاز کسی اور اُمتی فرد کو نہیں مل سکا ہے۔ اسی وجہ سے آپؑ فرماتے ہیں۔''اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ اِن میں (اُمت کے دیگر اُولیاء واَقطاب ومجددین وغیرہ۔ناقل) اور مجھ میں فرق ظاہر ہوجائے۔ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد وآقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔''

(۵) اگر حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے بھی کسی اُمتی فرد کو اس قسم کا کوئی امتیازی مرتبہ اور عزت کا خطاب ملا ہوتا تو حضورؑ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ''اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ اِن میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہوجائے۔ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد وآقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔''

## آخری عرض ناصحانہ

قارئین کرام۔خاکسار نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت ورسالت کے اَثبات کیلئے سلطانی صاحب کے موقف کے برخلاف قطعی دلائل پیش کیے ہیں۔مثلاً

(۱)۔میں نے وہ قطعی اِلہامات پیش کیے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو نبی اور رسول قرار دیا ہے۔

(۲)۔پندرہ (۱۵) صدیاں پہلے ہمارے آقا حضرت اَقدس محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت میں نزول فرمانیوالے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا تھا۔

(۳)۔علاوہ اِسکے خاکسار نے نہ صرف حضرت مرزا صاحبؑ کے درجنوں حوالے ایسے پیش کیے ہیں جن میں آپؑ نے اپنے آپ کو نبی اور رسول کہا ہے بلکہ اس ضمن میں آپکا حلفاً دعویٰ بھی پیش کیا ہے۔جناب سلطانی صاحب کا دعویٰ اور عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نبی اور رسول ہونے کی بجائے محض مجدد اور محدث تھے۔اُنکا یہ عقیدہ اور دعویٰ تبھی قابل غور ہوسکتا ہے جب۔۔۔

(اولاً)۔وہ اُس کلام اللہ کو (جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی اور رسول قرار دیا ہے) قطعی طور پر نعوذ باللہ جھوٹا اور حضرت مرزا صاحبؑ کا خودساختہ ثابت کردیں۔خاکسار مضمون کے شروع میں اس کلام اِلٰہی کا حوالہ دے چکا ہے۔

(ثانیاً)۔سب کو علم ہے کہ نواس بن نعمان سے مروی حدیث نمبر ۷۳۷۳ (صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ نمبر ۴۴۸) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت محمدیہ میں نزول فرمانیوالے مسیح موعود کو چار بار نبی اللہ فرمایا ہے اور اُمت محمدیہ اس حدیث کو سچا قرار دیتی ہے۔سلطانی صاحب کو اس

حدیث کو بھی جھوٹی اور موضوع ثابت کرنا پڑے گا۔

(ثالثاً)۔حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی تالیفات میں درجنوں جگہ اپنے آپ کو نبی اور رسول قرار دیا ہے بلکہ بعض جگہ پر اِس کا حلفاً بھی اقرار کیا ہے۔سلطانی صاحب کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ یہ سارے اقتباسات حضرت مرزا صاحبؑ کے نہیں ہیں بلکہ آپکی وفات کے بعد آپکے پیروکاروں نے آپکی کتب میں تحریف کرتے ہوئے داخل کیے ہیں۔

قارئین کرام۔اگر سلطانی صاحب اِن تینوں باتوں کو غلط ثابت نہیں کر سکتے تو پھر وہ نہ صرف حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام ومرتبہ کے منکر ہیں بلکہ آپکے مومن بھی نہیں رہے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ کے مقام ومرتبہ کا منکر آپکا کس طرح پیروکار ہوسکتا ہے اور جو کوئی حضورؑ کا مومن نہیں ہے تو ایسے منکر کے دعویٰ اِلہام اور مجددیت پر ایک احمدی کس طرح غور وفکر کرسکتا ہے؟؟اگر جناب سلطانی صاحب یا کوئی اور حضرت مرزا صاحبؑ کا مومن ہے اور آپؑ کو صادق مانتا ہے تو پھر اُس کیلئے لازمی ہے کہ وہ حضورؑ کی نبوت اور رسالت پر بھی ایمان لائے۔اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو جس مفہوم اور جن معانی میں بھی نبی اور رسول بنایا ہے آپکا مومن ہونے کیلئے آپکی نبوت اور رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔آپکی نبوت اور رسالت کا انکار کر کے اگر کوئی خیال کرتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو محض مجدد یا محدث مان کر اُس کا ایمان مکمل ہوگیا ہے تو پھر ایسا ایمان ''دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے'' کے مصداق ہوگا۔سلطانی صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے دیکھیں کہ آج وہ کہاں کھڑے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟؟کہیں مجدد بننے کے شوق میں اپنی عاقبت تو خراب نہیں کر بیٹھے؟حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام ومرتبہ یعنی آپکے نبی یا غیر نبی ہونے کے سلسلہ میں قریباً ایک صدی سے کافی کچھ لکھا جاچکا ہے۔ ''قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ۔۲۵۶) کے مصداق اب ہدایت اور گمراہی میں کافی واضح فرق ظاہر ہوچکا ہے اور اس طرح رضائے اِلٰہی کے خواستگاروں کیلئے سچ کو سمجھنے اور اِسے پانے میں اب کوئی دشواری نہیں رہی ہے۔لہٰذا مسئلہ نبوت کے سلسلہ میں خاکسار اس مضمون کیساتھ اپنی بحث کو ختم کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کے ضمن میں جن لوگوں کو ٹھوکر لگی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرماتے ہوئے اُنہیں حضورؑ پر حقیقی ایمان کی توفیق بخش کر اُنکا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین۔وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن۔

وَالسَّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۲۸/مارچ ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆☆☆☆☆